الترغیب والترہیب

مصنفہ حافظ زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری رح

از جناب مولوی محمد عبداللہ صاحب دہلوی

(۲)

اہلِ علم کی طرف سے کتاب کی خدمات | اب سے چند صدی پہلے تک کسی کتاب کی مقبولیت کی علامت یہ تھی کہ اس پر زیادہ سے زیادہ شروح وحواشی ہوں اور تلخیصات ہوئی ہوں۔ درسی اور غیر درسی تمام کتابوں میں آپ دیکھیں گے کہ جو کتابیں ہمیشہ علماء وطلبہ کی توجہ کا مرکز رہی ہیں عموماً سب سے زیادہ شروح انہی پر لکھی گئی ہیں جس کی عمدہ مثال شیخ جمال الدین صاحب رح کی کتاب کافیہ اور شیخ شرف الدین البوصیری کا قصیدہ بردہ وغیرہ ہیں۔ کشف الظنون میں کئی کئی صفحات میں ان کی شروح وحواشی کی فہرست دی گئی ہے[۲]۔

الترغیب والترہیب اگرچہ کوئی دقیق فنی کتاب نہ تھی کہ جس کو سمجھنے کے لیے شروح وحواشی ناگزیر ہوں لیکن اس کے باوجود بہت سے حضرات نے اس پر کام کیا اور اس کے بھی متعدد شروح و

---

[۱] اس کا حوالہ صرف ایک جگہ الترغیب فی الجنۃ ونعیمہا کی حدیث ۱۲۸ میں جائز ہیں

---

[۲] کافیہ کے لیے دیکھیے کشف الظنون ج ۲ ص ۲۴۹ تا ص ۲۵۴ اور قصیدہ بردہ کے لیے دیکھیے کشف الظنون ج ۲ ص ۲۲۵ تا ص ۲۲۸۔

حواشی لکھے گئے۔ ہم یہاں اختصار کے ساتھ اس پر کئے ہوئے کاموں کا تعارف کرتے ہیں۔

(۱) تلخیصات:۔

(۱) اس کتاب کی ایک تلخیص شیخ الاسلام حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر العسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ نے کی ہے جو اصل کتاب کے مقابلہ میں تقریباً ایک چوتھائی ہے۔ اس تلخیص میں حافظ ابن حجر نے ضعیف احادیث حذف کردی ہیں اور صحیح احادیث میں جو ایک ہی مفہوم کی یا قریب قریب مضمون کی متعدد روایات تھیں ان میں سے صرف ایک دو روایتیں لے کر باقی حذف کردی ہیں اور سند کے رجال پر مصنف نے جو کلام کیا تھا اسے صرف ایک دو جملوں میں ذکر کیا ہے اس طرح اس تلخیص میں اصل کتاب کی پانچ ہزار سات سو پچانوے احادیث میں سے کل آٹھ سو چھپن[۱] حدیثیں رہ گئیں۔

یہ کتاب منتظمین ادارہ احیاء المعارف (مالیگاؤں) اور حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی اور ان کے رفقاء کی کاوشوں سے بفضل اللہ تعالیٰ ۱۳۸۰ھ میں بنام "انتقاء الترغیب والترہیب" شائع ہوچکی ہے حضرت مولانا موصوف نے اس کے متعدد[۲] قلمی نسخوں کی مدد سے اور اصل کتاب الترغیب للمنذری سے مراجعت کرکے اس کا مکمل نسخہ تیار کیا اور مختصر تعلیقات کے ساتھ شائع کرکے اسے ہمیشہ کے لیے محفوظ کردیا۔ فجزاھم اللہ خیراً۔

---

[۱] ادارہ احیاء المعارف کے شائع کردہ نسخے میں اس تلخیص کی آخری حدیث کا نمبر ۸۵۵ ہے یہاں اس تلخیص کی کل حدیثوں کی تعداد اسی پر اعتماد کرتے ہوئے لکھی گئی ہے۔

[۲] اس کتاب کی طباعت کے وقت حضرت مولانا اعظمی کے علم میں اس کتاب کے صرف تین نسخے تھے ایک بہرائچ کا دوسرا ندوۃ العلماء لکھنؤ کا اور تیسرا دارالعلوم دیوبند کا اور یہ تینوں مولانا کے پیش نظر رہے ہیں ــــ لیکن ایک چوتھا نسخہ جس کا بہت کم لوگوں کو علم ہے کاندھلہ (ضلع مظفرنگر یوپی) میں محترم مولانا صوفی افتخار الحسن صاحب کے یہاں ہے جو شوال ۱۲۳۷ھ میں لکھا گیا ہے۔ اس کا اکثر حصہ میاں محمد بخش کے قلم سے ہے اور چند اوراق محمد حسین محمد خورشید اور عبد الحق صاحبان کے قلم سے ہیں۔ تعداد صفحات ۱۰۵

صاحب کشف الظنون نے حافظ منذری کی الترغیب کا تعارف کراتے ہوئے اس تلخیص کا ذکر کیا ہے [۱]

(۲) اس کا دوسرا انتخاب شیخ مصطفیٰ بن محمد عمارہ نے کیا ہے۔ لکھتے ہیں ۔" میں نے اس کتاب کا مطالعہ خاص توجہ کے ساتھ ۱۳۴۹ھ سے شروع کیا:

واخرجت مختارات تزید عن الفین [۲]

اور میں نے اس میں سے کچھ حدیثیں منتخب کیں جن کی تعداد دو ہزار سے اوپر ہے۔

شیخ مصطفیٰ بن محمد عمارۃ نے حاشیۂ ترغیب کا مقدمہ ذی قعدہ ۱۳۵۲ھ مطابق مارچ ۱۹۳۴ء میں لکھا ہے اور اس مقدمہ میں وہ لکھتے ہیں کہ " لما تطبع " ابھی تک اس انتخاب کے طبع ہونے کی نوبت نہیں آئی ہے ـــــ حدیثوں کی تعداد کے پیش نظر اندازہ ہوتا ہے کہ یہ انتخاب حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کے مذکورہ انتخاب کے مقابلہ میں بہت ضخیم ہوگا۔

(۲) ضمیمے :-

علامہ شہاب الدین احمد بن ابی بکر بن اسماعیل بن سلیم بن قایماز بن عثمان بن عمر الکنانی البوصیری [۳]

---

[۱] کشف الظنون ج ۱ ص ۲۸۱ ـــــ محترم مولانا محمد ایوب صاحب اعظمی استاذ حدیث جامعہ اسلامیہ ڈابھیل (گجرات) نے ۱۳۸۳ھ میں اس تلخیص کا ترجمہ کیا ہے۔ ترجمہ حامل متن ہے ترجمہ کے ساتھ مختصر تشریح بھی ہے۔ ابھی غیر مطبوعہ ہے (مراسلت مولانا موصوف)

[۲] مقدمۂ حاشیۂ ترغیب ج ۱ ص ۴ از شیخ مصطفیٰ بن محمد عمارۃ۔

[۳] یہ "بوصیری" صاحب قصیدہ بردہ کے علاوہ ہیں۔ صاحب قصیدہ بردہ کا نام ہے محمد بن سعید بن حماد شرف الدین ابو عبداللہ الدلاصی البوصیری المتوفی ۶۹۵ھ ـــــ کشف الظنون ج ۲ ص ۲۲۵ میں سن وفات ۶۹۴ھ لکھا ہے ـــــ جو صحیح نہیں ہے۔

القاہری الشافعی نے پہلے مندرجہ ذیل دس کتابوں کی وہ تمام روایات ایک کتاب میں جمع کیں جو صحاح ستہ میں نہیں ہیں اور اس کا نام رکھا " اتحاف الخیرۃ بزوائد المسانید العشر علی الکتب الستۃ " [۱]

وہ دس کتابیں جو اتحاف الخیرۃ میں جمع کی گئی ہیں یہ ہیں :-

(۱) مسند ابی داؤد الطیالسی (۲) مسند مسدد رح
(۳) مسند الحمیدی رح (۴) مسند العدنی رح
(۵) مسند اسحٰق بن راہویہ رح (۶) مسند احمد بن منیع رح
(۷) مسند ابن ابی شیبہ رح (۸) مسند عبد بن حمید رح
(۹) مسند الحارث بن محمد بن ابی اسامۃ رح (۱۰) مسند ابی یعلی الموصلی رح

یہ کتاب " اتحاف الخیرۃ " " مصابیح " کے طرز پر لکھی گئی ہے اور سو ابواب پر مشتمل ہے۔ کتاب کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے۔ الحمد للہ الذی لاتنفد خزائنہ الخ پھر مصنف رح نے " اتحاف الخیرۃ " اور مسند الفردوس للدیلمی " سے انتخاب کرکے ایک اور مجموعہ تیار کیا۔ " تحفۃ الحبیب للحبیب بالزوائد فی الترغیب والترہیب " لیکن عمر نے وفا نہ کی اور اس کی تبییض وتہذیب کرنے سے پہلے ہی سفر آخرت پیش آگیا۔ ان کے بعد ان کے صاحبزادے نے اسے صاف کیا اور اس میں بہت کچھ کمی بیشی کر ڈالی اور بہت سی بے اصل حدیثیں بھی اس میں شامل کردیں۔

شہاب الدین البوصیری محرم کے دوسرے عشرے میں سن سات سو باسٹھ ہجری (۷۶۲ھ) میں بوصیر میں پیدا ہوئے۔ وہیں قرآن مجید حفظ کیا اور تجوید کی مشق کی پھر اپنے والد کے ساتھ

---

[۱] الرسالۃ المستطرفۃ ص ۱۲۹، رص ۱۴۰ میں اس کا نام ذرا فرق سے " اتحاف السادۃ المھرۃ الخیرۃ بزوائد المسانید العشرۃ " بیان کیا ہے۔

قاہرہ منتقل ہو گئے اور النور الادمی سے فقہ اور البدر القدسی الحنفی سے علم نحو حاصل کیا۔ شیخ عزالدین بن جماعۃ کی مجالس درس میں شریک ہوئے اور علوم منقولہ و معقولہ میں خوب استفادہ کیا۔ ان کے علاوہ التقی بن الحاکم، التنوخی، البلقینی، العراقی اور الھیثمی سے بھی استفادہ کیا۔ حافظ عراقی کے صاحبزادے ولی عراقی کی صحبت بھی پائی اور بہت سے مشائخ حدیث سے استفادہ کیا۔ شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی کی طویل صحبت پائی اور اخیر تک ان کے ساتھ رہے
چند اور تصانیف یہ ہیں :-

(۱) "مصباح الزجاجۃ فی زوائد سنن ابن ماجۃ علی باقی الکتب الخمسۃ" اس میں احادیث کی سندوں پر بھی کلام کیا ہے۔ یہ ایک جلد میں ہے۔ شذرات الذھب میں کتاب کے نام کے اخیر میں "الکتب الخمسۃ" کی جگہ "الکتب الستۃ" ہے لیکن راجح "الخمسۃ" ہی ہے۔ کشف الظنون میں بھی "الخمسۃ" ہی ہے۔

(۲) فوائد المنتقی بزوائد البیھقی فی سننہ الکبری علی الکتب الستۃ" یہ کتاب دو یا تین جلدوں میں ہے[۲]

(۳) "خصال تعمل قبل الموت فیمن یجری علیہ بعد الموت" یہ ایک مختصر سا رسالہ ہے۔

(۴) ایک رسالہ میں وہ تمام روایات جمع کی ہیں جن میں پچھنا لگوانے کے متعلق ہدایات ہیں۔

ان کے شاگرد بہت سے بڑے بڑے فضلاء ہیں جن میں سے سخاوی نے صرف ابن فہد کا نام لکھا ہے۔ زندگی بھر فن حدیث ہی میں اشتغال و انہماک رہا بروز اتوار

---

[۱] کشف الظنون ج ۲ ص۶۵ [۲] علامہ سخاوی نے الضوء اللامع میں اسی طرح شک کے ساتھ بیان کیا ہے۔

دوپہر بوقت زوال ستائیس محرم سن آٹھ سو چالیس ہجری (۸۴۰ھ) میں قاہرہ میں وفات پائی [1]

(۳) شروح :-

(۱) کتاب الترغیب والترہیب کی ایک شرح الامام العلامۃ برہان الدین ابو اسحٰق ابراہیم بن محمد بن محمود بن بدر الحلبی الدمشقی القبیباتی الشافعی المعروف بالناجی نے لکھی ہے - یہ ربیع الاول یا ربیع الثانی سن آٹھ سو دس ہجری (۸۱۰ھ) میں دمشق میں پیدا ہوئے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی ، ابن ناصر الدین ، الفخر عثمان بن الصلف وغیرہم سے علم حاصل کیا۔ اہلِ دنیا سے الگ تھلگ رہتے تھے۔ بہت مختصر اور اہلِ قناعت کی زندگی بسر کرتے تھے۔ خضیری نے شیخ ، عالم ، فاضل ، محدث ، محرر ، متقن ، معتمد کے الفاظ کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ ان کی زبان وقلم نے دین وعلم کی بہت خدمت کی ہے۔ علامہ سخاوی اور صاحب کشف الظنون نے ان کی شرح الترغیب کا ذکر کیا ہے [2]

برہان ناجی کی وفات سن نو سو ہجری (۹۰۰ھ) میں دمشق میں ہوئی مؤرخ ابن العماد کے قول کے مطابق انھوں نے نوے سال سے زیادہ عمر پائی لیکن حافظ سخاوی کے حوالے سے اوپر جو ان کا سن ولادت نقل کیا گیا ہے اس کی رو سے ان کی پوری نوے سال ہوتی ہے ہمارا

---

[1] الضوء اللامع ج ۱ ص ۲۵۱ و ص ۲۵۲ ، شذرات الذہب ج ۷ ص ۲۳۳ ص ۲۳۴ ، ذیل تذکرۃ الحفاظ للسیوطی ص ۳۷۹ و ص ۳۸۰ ، کشف الظنون ج ۱ ص ۴۷ وج ۲ ص ۸ ، حسن المحاضرۃ ج ۱ ص ۱۵۳ ، الرسالۃ المستطرفۃ ص ۱۳۹ ،

[2] کشف الظنون ج ۱ ص ۴۰۱ ، الرسالۃ المستطرفۃ ص ۱۴۰ ، شذرات الذہب ج ۷ ص ۳۶۵ الضوء اللامع ج ۱ ص ۱۶۶ ،

اندازہ ہے کہ ابن العلاء کو ان کا سنِ ولادت نہیں معلوم ہو سکا ہے اور یا پھر یوں کہیے کہ نوّے سال سے چند ماہ زائد مراد لئے جائیں[۵۱] واللہ تعالیٰ علم۔

یہ شیخ برہان الدین الناجی حافظ جلال الدین سیوطی المتوفی ۹۱۱ھ اور حافظ شمس الدین سخاوی المتوفی ۹۰۲ھ کے ہم عصر ہیں۔ علامہ سیوطی سے ان کی مراسلت بھی ہوئی ہے اور سیوطی کا ایک رسالہ " الدرۃ التاجیۃ علی اسئلۃ الناجیۃ " انہی کے ایک طویل سوالنامے کا مفصل جواب ہے جس کا نام بھی سیوطی نے انہی کے نام پر رکھا ہے۔ ہم نے برہان الناجی کے اس سوال اور سیوطی کے اس رسالہ کا مطالعہ کیا ہے۔ جواب کے دوران سیوطی نے برہان ناجی کی رائے سے اختلاف کرتے ہوئے کہیں کہیں ان پر تنقید بھی کی ہے۔ جیسا کہ رسالہ مذکور کی اکیسویں حدیث کے تحت ہے اور رسالہ کا نام ہی خود ایسا ہے کہ تنقید کی سختی اس سے صاف جھلک رہی ہے ــــــ حافظ شمس الدین سخاوی اور یہ باہم متعارف تو تھے لیکن ملاقات نہیں ہوئی سخاوی نے الضوء اللامع میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور لکھا ہے۔ وھو الآن من الاحیاء[۵۲] یعنی یہ اس وقت تک بقید حیات ہیں۔

(۲) ایک شرح فاضل فیومی کی ہے جس کا تذکرہ الرسالۃ المستطرفۃ میں کیا گیا ہے اس کا قلمی نسخہ جامع قزوین (فاس) میں موجود ہے[۵۳]

۳۔ اس کی ایک شرح شیخ محمد حیات بن ابراہیم سندھی نے بھی لکھی ہے۔ آپ قوم "چاچڑ" سے تعلق رکھتے تھے۔ عادل پور ضلع سکھر (سندھ) کے باشندے تھے۔ پیدائش اپنے آبائی وطن

---

۵۱ ہمیں ان کی وفات کا مہینہ نہیں معلوم ہو سکا ورنہ اس کا تعین ہو جاتا۔

۵۲ اس رسالہ کا ذکر کشف الظنون ج ۱ ص ۴۸۳، میں بھی ہے۔ حافظ سیوطی کے فتاوی۔ " الحاوی " میں شامل ہو کر یہ رسالہ مصر سے کئی بار شائع ہو چکا ہے (الحاوی ج ۲ ص ۲۰۰ تا ص ۲۳۰)

۵۳ الضوء اللامع ج ۱ ص ۱۶۶، ۵۴ الرسالۃ المستطرفۃ صفحہ ۱۴۸ ۔ ہمیں اس شرح کے متعلق اس سے زائد معلومات حاصل نہیں ہو سکیں۔ (مرتب)

میں ہوئی اور وہیں تعلیم و تربیت ہوئی۔ بعد میں حجازِ مقدس تشریف لے گئے، وہاں شیخ ابوالحسن کبیر سندھی، شیخ عبداللہ بن سالم بصری، شیخ ابوطاہر کورانی اور شیخ حسین عجیمی جیسے فضلاء سے علم حاصل کیا۔ شیخ ابوالحسن سندھی کی وفات کے بعد چوبیس[1] سال تک ان کی مسند پر حدیث شریف کا درس دیا۔

آپ کے تلامذہ میں شیخ عبدالقادر کوکبانی، شیخ محمد سویدی، شیخ ابوالحسن بن محمد صادق صغیر سندھی[2]، سید غلام علی آزاد بلگرامی اور مولانا فاخر الہ آبادی جیسے فضلاء شامل ہیں۔

آپ کی تصانیف میں (۱) الترغیب و الترہیب کی شرح دو ضخیم جلدوں میں (۲، ۳) علامہ نووی اور ملا علی قاری کی کتاب الاربعین کی شرحیں۔ (۴) الایقاف علی اسباب الاختلاف۔ (۵) ایک سالہ

---

[1] ایک فاضل مضمون نگار نے شیخ محمد حیات سندھی کے حالات میں یہاں بجائے چوبیس کے چونتیس لکھا ہے۔ لیکن یہ بالکل غلط ہے اس لیے کہ شیخ ابوالحسن (کبیر) سندھی کی وفات ۱۱۳۸ھ میں ہوئی ہے اور شیخ محمد حیات کی وفات صفر ۱۱۶۳ھ میں ہے، اس لحاظ سے شیخ محمد حیات کو شیخ ابوالحسن کے بعد کل چوبیس سال دو ماہ ملے۔ لہٰذا نزہۃ الخواطر وغیرہ کا وہ بیان ہی درست ہے کہ جلس مجلس شیخہ محمد بن عبد الهادی السندهی بعد وفاته اربعا وعشرین سنة۔ (نزہۃ الخواطر ج ۶ ص ۳۰۱)۔

[2] یاد رکھنا چاہیے کہ "ابوالحسن سندھی" نام کے دو بزرگ ہیں اور دونوں ہی جلیل القدر محدث اور صاحب تصانیف ہیں۔ اول شیخ ابوالحسن نورالدین محمد بن عبدالہادی السندھی المتوفی ۱۱۳۸ھ صحاح ستہ اور مسند احمد پر جو حواشی ہیں وہ انہی کے ہیں اور یہ شیخ محمد حیات کے استاد ہیں۔ دوسرے شیخ ابوالحسن بن محمد صادق السندھی المتوفی ۱۱۸۷ھ جامع الاصول کی شرح انہی کی لکھی ہوئی ہے اور ابوالحسن صغیر کے نام سے مشہور ہیں تاکہ مذکورہ بالا شیخ ابوالحسن کبیر سے امتیاز ہو جائے۔
(نزہۃ الخواطر ج ۶ ص ۳۰۱ و ج ۶ ص ۵، مقدمہ لامع الدراری ص ۴۴۳، ص ۴۴۴ (طبع ثالث ثانیہ)، ما تمس الیہ الحاجۃ ص ۵۳)

قبروں سے متعلق غلط رسم و رواج کی تردید میں (۹) ایک رسالہ احادیث نبویہ پر عمل کرنے کی اہمیت اور طریقِ مسنون کی حفاظت کے سلسلے میں لکھا جس کا نام ہے " تحفۃ الاتام فی العمل بحدیث النبی علیہ السلام " اور متعدد رسائل مختلف موضوعات پر اور لکھی ہیں۔

شیخ عبد القادر کوکبانی لکھتے ہیں کہ میں ایک طویل مدت آپ کی خدمت میں رہا ہوں لیکن میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے خلافِ سنت کوئی کام کیا ہو۔

آپ نے بدھ کے دن چھبیس ۲۶ صفر سن گیارہ سو تریسٹھ ہجری (۱۱۶۳ھ) میں وفات پائی اور جنۃ البقیع میں دفن کئے گئے سلہ

(۴) اس کی ایک شرح " فتح القریب بشرح الترغیب والترهیب " کا تذکرہ مشہور مفسر و واعظ شیخ اسماعیل حقی المتوفی ۱۱۳۷ھ نے اپنی تفسیر روح البیان میں سورۃ توبہ کے آخر میں ۲ بطور حوالہ کیا ہے۔ لیکن نہیں کہا جا سکتا کہ یہ مذکورہ شروح ہی میں سے کسی شرح کا نام ہے یا کوئی اور شرح ہے۔ واللہ اعلم۔

(۴) حواشی :

اس کتاب پر ہماری معلومات میں صرف ایک حاشیہ شیخ مصطفی بن محمد بن عمارہ نے لکھا ہے جو بنام " الفتح الجلیل فی شرح جواهر احادیث الترغیب والترهیب " مصر سے کتاب کے ساتھ کئی بار شائع ہو چکا ہے یہ حاشیہ بہت مبسوط ہے کہیں کہیں تو کئی کئی صفحات صرف حاشیہ کے ہیں۔ اس میں محشی نے اکثر ابواب میں آیاتِ قرآنی بھی جمع کرنے کا اہتمام کیا ہے اور باب کے آخیر میں عموماً فقہ الباب کے عنوان سے پورے باب کا خلاصہ بیان کرتے ہیں موقع بموقع

سلہ فہرس الفہارس ج ۱ ص ۳۶۴، سبحۃ المرجان ص ۹۵ و ص ۹۶ ابجد العلوم ص ۸۴۹، الرسالۃ المستطرفۃ ص ۱۴۸، نزھۃ الخواطر ج ۶ ص ۳۰۱، سلہ تفسیر روح البیان ج ۳ ص ۵۴۸ (الطبعۃ العثمانیۃ المطبوعۃ فی استنبول سنہ ۱۳۳۰ھ)

علماء کی رائیں بھی لکھتے ہیں صوفیاء کے اقوال اور شعراء کے کلام سے بھی مدد لیتے ہیں۔ کہیں کہیں جدید مسائل پر بھی اظہار خیال کیا ہے۔ حلِّ لغات کا خاص طور پر اہتمام کیا ہے بحیثیت مجموعی اس حاشیہ کا انداز وعظ و تذکیر کا ہے اور کتاب کے موضوع کے لحاظ سے یہ ہی مناسب بھی ہے۔ لیکن حدیثی تحقیقات کے لحاظ سے اس کا دامن بالکل خالی ہے اس حاشیہ کی ضخامت تقریباً اصل کتاب کے برابر ہے، اس حاشیہ کی تکمیل بروز دو شنبہ ۱۴ محرم الحرام ۱۳۵۹ھ کو ہوئی۔

(۵) ترجمے :-

اس کتاب کے ترجمے کے سلسلے میں متعدد کوششیں ہوئی ہیں جن میں سے اکثر ادھوری رہیں لیکن بعض پوری بھی ہوئی ہیں۔ پھر ان میں سے بعض تراجم تو کتابی شکل میں شائع ہوئے اور بعض صرف ماہانہ رسائل ہی میں بالاقساط شائع ہوئے اور نایاب ہوگئے۔ ہم اختصار کے ساتھ ان کا تعارف کراتے ہیں۔

۱۔ الترغیب والترہیب کا ایک ترجمہ "تبشیر و تنذیر" ہے جو مولوی مرزا محمد بیگ صاحب کے قلم سے ہے یہ ترجمہ مترجم کے بھائی مرزا محمد بیگ صاحب مدیر رسالہ کاشف العلوم نے مطبع انوری دہلی سے ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۹۰۸ء میں شائع کیا۔ یہ ترجمہ بامحاورہ ہے تشریحی فوائد بالکل نہیں ہیں۔ ایک کالم میں اصل کتاب کا بعینہ متن ہے اور دوسرے کالم میں ترجمہ ہے۔ سائز بڑا (۲۰×۳۰/۸) ہماری نظر سے اس کے ابتدائی تین حصے گذرے ہیں جن میں کتاب الصلوٰۃ کے کچھ حصے تک کا ترجمہ آگیا ہے۔ ہمارا خیال یہ ہے کہ اور بعض وسیع المطالعہ احباب نے اس کی تائید بھی کی کہ یہ ترجمہ کتاب کے کچھ ہی حصے کا ہے پورا نہیں ہے۔

۲۔ الترغیب والترہیب کا دوسرا ترجمہ ماہنامہ "الہادی" میں بالاقساط کئی سال تک شائع ہوا ہے یہ ماہنامہ دہلی سے محمد عثمان خانصاحب مالک کتب خانہ اشرفیہ دہلی کے زیر ادارت تقسیم ہند سے پہلے نکلتا تھا جس کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد حضرت

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کو عام کرنا بھی تھا اور مدیر صاحب بھی حضرت تھانوی کے منتسبین میں سے تھے۔

یہ ترجمہ متعدد حضرات کا کیا ہوا ہے۔ الہادی کی جمادی الاولیٰ ۱۳۴۴ھ سے محرم ۱۳۶۰ھ تک کے رسائل ہماری نظر سے گذرے ہیں۔ اس میں آغاز کتاب سے کتاب النکاح کے ختم تک کا ترجمہ آگیا ہے۔

مترجم اوّل:- کتاب کے شروع سے کتاب الصدقات کے ختم تک کا ترجمہ مولانا محمد اسحٰق بن عبداللہ میرٹھی نے کیا ہے "جو" الہادی" کے جمادی الاولیٰ ۱۳۴۴ھ سے صفر ۱۳۴۸ھ تک کے شماروں میں شائع ہوا اور اتنے حصے کا نام ہے "التادیب والتہذیب" مترجم نے اس ترجمہ کے متعلق لکھا ہے کہ "اس میں بعض روایات جو زیادہ ضعیف تھیں حذف بھی کردی گئی ہیں[۵۲]" مترجم نے اس میں تشریحی نوٹ بھی کہیں کہیں دیئے ہیں اور جہاں ضرورت محسوس ہوئی ہے قوسین میں چند الفاظ کا اضافہ کرکے عبارت کی وضاحت کردی گئی ہے۔

مترجم دوم: یہاں سے آگے اس ترجمے کا نام "الانوار المحمدیہ" رکھا گیا ہے اور ہر بڑا عنوان الگ الگ ناموں سے کتابی شکل کے ٹائیٹل کے ساتھ "الہادی" میں شائع ہوا ہے۔ مثلاً انوار الصوم، انوار الحج، انوار الجہاد وغیرہ۔ کتاب الصوم سے یہ ترجمہ حضرت مولانا ظفر احمد صاحب[۵۳] تھانوی نے شروع کیا ہے۔ جو "الہادی" کے ماہ رمضان ۱۳۴۷ھ سے شعبان ۱۳۵۰ھ تک کے شماروں میں بالاقساط شائع ہوا۔ مولانا موصوف نے یہ ترجمہ انوار الدعاء کے اخیر تک کیا ہے۔ ترجمہ بامحاورہ ہے اور سابقہ ترجمہ کی بہ نسبت اس میں تشریحات بھی زیادہ ہیں۔

مترجم سوم:- اس کے بعد کتاب البیوع سے بنام "انوار البیوع" مولانا محمد صابر صاحب

---

[۵۲] خلاصۂ عبارت ماہنامہ الہادی بابت ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۴ھ ص ۲

[۵۳] مقیم حال ٹنڈو اللہ یار۔ سندھ (پاکستان)

امروہوی کے قلم سے ہے۔ جو مولانا اشرف علی تھانوی کے خلیفہ ہیں۔ ان کا ترجمہ جو ہماری نظر سے گذرا ہے وہ کتاب البیوع اور کتاب النکاح کا ہے جو "الہادی" بابت ماہ شعبان ۱۳۵۹ھ سے محرم ۱۳۶۰ھ تک کے شماروں میں شائع ہوا ہے۔ یہ ترجمہ بھی تقریباً بامحاورہ ہی ہے تشریحی نوٹ بھی ہیں اور بعض بعض جگہ خاصے طویل نوٹ ہیں۔ مولانا محمد صابر صاحب آجکل کراچی (پاکستان) میں مقیم ہیں۔

۳۔ "بشیر و نذیر" یہ ترجمہ حامل متن نہیں ہے اور نہ پوری کتاب کا ترجمہ ہے بلکہ کتاب کا اختصار کر کے ترجمہ کیا گیا ہے۔ ترجمہ کی زبان جنوبی ہند کی اردو زبان ہے۔ اس لئے کہ مترجم نے دراصل یہ ترجمہ جنوبی ہند کی مسلم طالبات کے لیے کیا ہے اس میں صرف صحیح اور حسن روایات لی گئی ہیں۔ مترجم لکھتے ہیں۔

" اور ان احادیث کا ترجمہ نہیں کیا گیا ہے جن کے ضعیف ہونے کا بیان حافظ منذری نے کر دیا ہے "۔ (ص ۴)

اس کے مترجم مولانا محمد عبد المجید صاحب پنگنوری۔[1] آپ قصبہ پنگنور (آندھرا) میں پیدا ہوئے۔ ناظرہ قرآن مجید اپنے قریبی مقام پلم نیر میں پڑھا ابتدائی تعلیم جنوبی ہند کے مشہور مدرسہ "باقیات الصالحات" (ویلور) میں پائی۔ تقریباً دو سال یہاں پڑھنے کے بعد شہر بلھاری کے مدرسہ میں ملا عبد القادر سے حدیث و تفسیر کی کتابیں پڑھیں، علوم ظاہر کی تکمیل کرنے کے بعد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے اور اکتساب فیض کیا حتیٰ کہ اس میں کمال پیدا کیا اور بعض تذکرہ نویسوں کے بیان کے مطابق شیخ سے خرقۂ خلافت[1] حاصل کیا۔ اور اپنے وطن لوٹ کر دینی و علمی خدمات میں مصروف ہو گئے۔ کئی دینی مدارس میں اہم خدمات انجام دیں تعلیم نسواں کی طرف خاص توجہ کی اور یہ ترجمہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

---

[1] جنوبی ہند کے بعض اہل علم حضرت سے اس سلسلے میں مراسلت کی گئی تو انھوں نے بتایا

بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

مدرسہ نسواں وانمباڑی (ضلع نارتھ آرکاٹ۔ صوبہ مدراس) جو اس وقت پورے ہندوستان میں اپنی نوعیت کا واحد مدرسہ ہے ——— (خدا اس کی حفاظت فرمائے)

یہ شروع میں بچیوں کا ایک چھوٹا سا مکتب تھا مولانا عبدالمجید صاحب مرحوم اور ان کے رفقاء و معاونین ہی کی کوششوں کے نتیجہ میں ترقی کر کے اس قابل ہو گیا کہ اس میں عربی و فارسی اور ترجمہ قرآن مجید تک لڑکیوں کو پڑھایا جانے لگا، مدرسہ نسواں کی نگرانی آپ نے تیس سال تک کی اور بہت سی فاضلات تیار کیں۔

تقریباً چونسٹھ سال کی عمر میں سن انیس سو سینتیس عیسوی (۱۹۳۷ء) میں وفات پائی[5]

یہ کتاب چھوٹے سائز (۲۰×۲۶/۱۶) پر کل ۲۰ صفحات پر مکتبہ زہرۂ ملت وانمباڑی سے شعبان ۱۳۸۲ھ میں شائع ہوئی ہے۔

(۴) اس کتاب کے بنگلہ زبان میں ترجمہ کی کوشش ہمارے فاضل دوست مولانا عزیزالحق مدنا پوری (مغربی بنگال) نے کی ہے اور شروع کے کچھ حصہ کا ترجمہ ہو بھی چکا ہے۔ مگر معلوم ہوا ہے کہ ترجمہ شدہ اوراق کہیں گم ہو گئے ہیں۔

حاشیہ بقیہ گزشتہ صفحہ سے

کہ ان کا فضل و تقویٰ تو سب کے نزدیک مسلم ہے لیکن خلافت پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچی۔ تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۱۵۳ تا ص ۱۶۰ میں خلفاء کی فہرست میں بھی آپ کا نام نہیں ہے اور حضرت گنگوہیؒ کے بعض اہل علم اعزہ نے بھی اس کو تسلیم نہیں کیا۔ اگرچہ یہ تسلیم نہ کرنا بھی اسی تذکرۃ الرشید کی فہرست خلفاء کی بنیاد پر ہے اور وہ فہرست خود مصنف کے نزدیک نامکمل ہے ضرورت ہے کہ جنوب کے کوئی بزرگ اس سلسلے میں صحیح معلومات سے نوازیں۔ (مرتب)

[5] یہ حالات محترم مولانا عبدالجمیل صاحب خطیب مدیر خطیب بنگلور اس مضمون سے ذرا حذف و اضافہ کے ساتھ ماخوذ ہیں جو کتاب کے شروع میں دیا گیا ہے۔ یہ کتاب دارالعلوم دیوبند کے کتبخانہ میں نظر سے گذری تھی۔

اس لیے فی الحال سلسلہ رُکا ہوا ہے تاہم ان کا ارادہ تکمیل کرنے کا ہے [1]۔

اہم گذارش :- ناچیز مؤلف اہل علم حضرات کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ اگر کسی صاحب کی کتاب الترغیب والترہیب سے متعلق کوئی خاص تحقیق ہو یا اس کے متعلق کوئی مفید مشورہ دے سکتے ہیں یا اور کسی قسم کا علمی تعاون کر سکتے ہوں تو یہ ناچیز تہ دل سے قدر داں اور شکر گذار ہوگا۔

---

[1] مولانا موصوف نے دارالعلوم دیوبند سے ۱۹۶۱ء میں تعلیم سے فراغت پائی یہ ترجمہ ۱۹۶۷ء میں شروع کیا تھا۔

تفسیر مظہری عربی مکمل "(دس جلدوں میں)

مولفہ حضرت قاضی محمد ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

کلام الٰہی کے مطالب کی تفہیم اور احکام شرعیہ کی تشریح و تفصیل کے اعتبار سے قاضی صاحب کی یہ تفسیر اپنا جواب نہیں رکھتی یہ بے نظیر تفسیر مسلسل جد و جہد کے بعد قلمی نسخے فراہم کر کے ندوۃ المصنفین نے اس کو نہایت اہتمام سے طبع کرایا ہے۔

جلد اوّل	-/۱۰	جلد پنجم	-/۱۲	جلد ہشتم	-/۱۱
جلد دوم	-/۱۲	جلد ششم	-/۱۲	جلد نہم	-/۷
جلد سوم	-/۱۱	جلد ہفتم	-/۱۰	جلد دہم	-/۸
جلد چہارم	-/۷	(دس جلدیں	کامل سیٹ)		-/۱۰۰

ادارہ نے اس تفسیر کا اُردو ترجمہ بھی شائع کیا ہے جس کی ۱۱ جلدیں شائع ہو چکی ہیں (مترجم مولانا سید عبدالدائم جلالی)

جلد اوّل	-/۱۶	جلد پنجم	-/۱۲	جلد نہم	-/۱۵
جلد دوم	-/۱۶	جلد ششم	-/۱۳	جلد دہم	-/۱۵
جلد سوم	-/۱۲	جلد ہفتم	-/۱۳	آخری جلد پارہ ۳۰	-/۱۶
جلد چہارم	-/۱۲	جلد ہشتم	-/۱۴	۱۱ جلدوں کی مجموعی قیمت	-/۱۵۱

ندوۃ المصنفین - اُردو بازار جامع مسجد۔ دہلی ۶